REGD No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء
عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ
الفضل
ربوہ

یوم سہ شنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ
فی پرچہ ۱ر

جلد ۴۷/۱۲ ۷ اخاء ۱۳۳۷ ہش ۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء نمبر ۲۳۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۶ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے۔

"طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔" الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

محض کیمائے کو بچانے کی خاطر امریکہ جنگ کا خطرہ مول نہیں لیگا

سینٹ کے ایک ڈیموکریٹک رکن کے نام صدر آئزن ہاور کا خط

واشنگٹن ۶ اکتوبر۔ صدر آئزن ہاور نے کہا ہے کہ امریکہ صرف کیمائے یا متسو کے دفاع کے لئے جنگ مول نہیں لے گا۔ تاہم آپ نے یقین ظاہر کیا کہ اگر کمیونزم کی طاقتوں کے خلاف جنگ ناگزیر ہوگئی۔ تو امریکی عوام ایک جان ہو کر ہماری مساعی کو فتح و ظفر سے ہمکنار کر دیں گے۔ صدر آئزن ہاور نے ان خیالات کا اظہار امریکی سینٹ کے ایک ڈیموکریٹ رکن مسٹر تھیوڈور گرین کے نام ایک خط میں کیا ہے۔ مسٹر گرین نے حال ہی میں فارموسا کے متعلق امریکی پالیسی پر کڑی نکتہ چینی کی تھی۔ اور یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ اگر جنگ ہوگئی۔ تو امریکی عوام دل سے حکومت کا ساتھ نہیں دیں گے۔ صدر آئزن ہاور نے کہا کہ اس قسم کے بیانات سے اس کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ کہ ہمارے دشمنوں کے حوصلے بڑھ جائیں گے۔ اور وہ تصادم ناگزیر ہو جائے گا۔

صدر آئزن ہاور نے اپنے خط میں مزید لکھا مجھے نہ صرف یہ یقین ہے کہ اگر بدقسمتی سے اور ہماری خواہش کے خلاف لڑائی ہم پر مسلط کی گئی۔ تو ہمارے دوست اور حلیف پوری طرح ہمارا ساتھ دیں گے۔ بلکہ میں اس بات پر بھی یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر روس اور چین کی مسلح جارحیت کے خطرے کے سامنے ہم نے کمزوری دکھائی اور پسپائی اختیار کی۔ تو ہمارے بیشتر دوست اور حلیف دہشت زدہ ہو جائیں گے۔

اگر کیومنتانگ فوجوں نے چین پر حملہ کیا تو روس کوئی دخل نہیں دیگا

روسی وزیر اعظم مسٹر کروشچیف کا بیان

ماسکو ۶ اکتوبر۔ روسی وزیر اعظم مسٹر کروشچیف نے کہا ہے کہ اگر جنرل چیانگ کائی شیک کی فوجوں نے چین پر حملہ کیا۔ تو روس کوئی تعرض نہیں کرے گا لیکن اگر امریکہ کی طرف سے چین پر حملہ ہوا تو روس فوراً چین کی مدد کو پہنچے گا۔ تاہم انہوں نے خبردار کیا کہ امریکہ چین کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے۔ اور یہ صورت حال خطرے سے خالی نہیں ہے۔ انہوں نے امریکہ کے صدر آئزن ہاور پر الزام لگایا کہ انہوں نے اپنی پریس کانفرنس میں آبنائے فارموسا کے متعلق روس کے موقف کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔

جاپان میں طوفان سے ۱½ لاکھ اشخاص بے گھر ہوئے

ٹوکیو ۶ اکتوبر۔ ۲۶ ستمبر کو ٹوکیو کے جنوب میں جو تباہ کن طوفان آیا تھا۔ اس میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۶۸۱ تک پہونچ گئی ہے آج ایک سو سے زائد نعشیں دریائے کانو کی گذرگاہ سے بھی ملیں۔ اس طوفان کی وجہ سے ملک کو جو نقصان پہونچا ہے۔ اس کی تفصیل ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ ... سے زیادہ مجروحین ابھی تک ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ پولیس کے ایک اعلیٰ افسر نے بتایا کہ گھرے ہوئے لوگوں کو نکالنے کا کام ابھی تک جاری ہے اور توقع ہے کہ پانی اتر جانے پر مزید نعشیں دستیاب ہوں گی۔ برسر اقتدار لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کی مالی کمیٹی نے حکومت سے استدعا کی کہ امدادی کام کے لئے ۱½ ارب ین منظور کرے۔ کیونکہ ۱½ لاکھ افراد بے گھر ہو گئے ہیں۔

قافلہ قادیان کی اجازت نہیں ملی

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

گو ابھی تک حکومت پاکستان کے واسطہ سے ہمیں کوئی اطلاع نہیں پہونچی۔ مگر قادیان کی تار سے پتہ لگا ہے کہ حکومت بھارت نے اس سال بھی قافلہ قادیان کی اجازت نہیں دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ تیسرا سال ہے۔ کہ انڈین گورنمنٹ قافلہ قادیان کے متعلق مسلسل انکار کرتی چلی آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حکومت بھارت کو سمجھ عطا کرے۔ کہ وہ پرامن احمدیوں کو ان کے مقدس مقامات کی زیارت سے محروم کر رہی ہے۔ حالانکہ جیسا کہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کئی دوسرے پاکستانی قافلوں کو ہندوستان جانے کے لئے اور کئی ہندوستانی قافلوں کو پاکستان آنے کے لئے بڑی اجازت مل رہی ہے اب اس روک کو خدا کا فضل ہی دور فرمائے گا۔ وقال اللہ سبحانہ

اِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ۔

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم القدیر۔ جو دوست اپنے طور پر ویزا حاصل کر کے قادیان جا سکیں وہ ضرور اس کے لئے کوشش فرمائیں جلسہ قادیان کی تاریخیں ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ اکتوبر ہیں۔

فقط خاکسار مرزا بشیر احمد
ربوہ ۴ اکتوبر ۱۹۵۸ء

مجلس علمی جامعہ احمدیہ کے عہدیداران

ربوہ ۴ اکتوبر۔ سال رواں کے لئے مجلس علمی جامعہ احمدیہ ربوہ کے ذیل کے عہدہ داران کا انتخاب کیا گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عہدہ داران کو اپنے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ انتخاب مجلس کی ترقی کے لئے مفید ثابت ہو۔ آمین

نائب صدر۔ مسعود احمد صاحب جہلمی
سیکرٹری۔ محمد شفیق قیصر صاحب
اسسٹنٹ سیکرٹری۔ عبد الشکور صاحب

پرنسپل جامعہ احمدیہ

حسین محمود کی نئی پیشکش

لاہور ۶ اکتوبر۔ صوبائی وزیر بلدیات سے قریبی تعلق رکھنے والے ایک حلقہ نے انکشاف کیا ہے کہ سید حسین محمود صوبائی حکومت کو یہ تجویز پیش کرنے کے لئے تیار ہیں ... پرائیویٹ سکولوں کو سرکاری تحویل میں لینے کے مسئلہ کا جائزہ لینے کے لئے جو کمیشن مقرر ہوا ہے اس کا صدر ... کو بنایا جائے۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۵۸ء

رَحمۃٌ لِلعالمین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک مضمون "رحمۃ للعالمین" الفضل ۲۶ر نومبر ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا تھا۔ اب یہ مضمون مکتبہ "دار التجلید" اردو بازار لاہور نے کتابچہ کی صورت میں شائع کیا ہے۔ یہ مضمون کیا ہے ایک شہ پارہ ہے اردو زبان میں۔ ایسا شہ پارہ کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس کی مثال تمام اسلامی لٹریچر میں نہیں مل سکتی۔ یہ نثر میں ایک غزل الغزلات ہے۔ ایک مقدس ادبی نقش ہے۔ جس کو کاغذ پر سیاہی سے مرتسم کر دیا گیا ہے ایک خوش آب منتخب ہیروں کی لڑی ہے جو عشق و محبت کے تار میں پروئی گئی ہے۔ ایک تعویذ ہے ایک اعجاز ہے۔ بہشتی پھولوں کی مانند ہے جو کبھی مرجھاتے نہیں

حقیقت یہ ہے کہ اس مضمون کے ہر ہر لفظ بلکہ ہر ہر حرف بلکہ ہر ہر نقطہ اور ہر ہر زیر زبر پیش آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اف یہ تو کوئی بات ہی نہ ہوئی حقیقت یہ ہے کہ اس کا ہر ہر حرف ہر ہر نقطہ موحول اسلام کے دلدادوں کے دل کی رگوں پر کندہ ہونا چاہیئے۔

یہ ننھا سا عظیم الشان شہ پارہ کس طرح شروع ہوتا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

"انسانی دماغ بھی اللہ تعالیٰ نے عجیب قسم کا بنایا ہے۔ کئی کئی حالتوں میں سے وہ گزرتا ہے۔ ایک وقت فلسفہ کے دلائل اسے ابھار رہے ہوتے ہیں تو دوسرے وقت وجدان کی ہوائیں اسے اڑا رہی ہوتی ہیں۔ ایک وقت عمل کے غوامض اسے نیچے کی طرف کھینچ رہے ہوتے ہیں۔ تو دوسرے وقت عشق کی بلندیاں اسے اوپر کو اٹھا رہی ہوتی ہیں۔ انہی حالتوں میں سے ایک حالت مجھ پر طاری تھی۔ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کر رہا تھا۔ میری عقل اس کی حد بندی کرنا چاہتی تھی۔ کہ میرا دل میرے ہاتھوں سے نکلنے لگا۔ اس بحر ناپیدا کنار کی شناوری نے میری فکر کو سب قیود سے آزاد کر دیا۔ اور وہ زمانہ اور مکان کی قید سے آزاد ہو کر اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر پرواز کرنے لگا۔" (رحمۃ للعالمین صفحہ ۱)

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی رحمۃ للعالمین ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی فکر کی دنیا میں دیکھا کہ آپ کی زندگی کس طرح آسمان کے لئے رحمت ہے۔ فرشتوں کے لئے رحمت ہے۔ زمانہ کے لئے رحمت ہے زمین کے لئے رحمت ہے۔ انسانیت کے لئے رحمت ہے۔ نسل انسانی کے لئے رحمت ہے گزشتہ انبیاءؑ کے لئے رحمت ہے۔ پہلی کتب کے لئے رحمت ہے انسانی ضمیر کے لئے رحمت ہے۔ معذوروں کے لئے رحمت ہے آئندہ نسلوں کے لئے رحمت ہے۔

انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ پورے کا پورا مضمون یہاں نقل کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی نظم ہے ایک ایسا چہرہ ہے کہ جس کا حسن پورا دیکھنے سے ہی کھلتا ہے۔ یہ ایک گلدستہ ہے جو آسمانی ہنرمندی کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔ جس کے ایک پھول کو الگ کرنا ظلم سے کم نہیں۔ تاہم ہمارے کالموں کا دامن بہت تنگ ہے۔ سارے پھول اس میں نہیں سما سکتے۔ اس لئے بطور نمونہ ہم صرف شروع کے دو پارے یہاں نقل کرتے ہیں

"آسمان کے لئے رحمت

میری نگاہ آسمانوں کی طرف گئی۔ اور میں نے روشن سورج اور چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھا وہ کیسے خوش منظر تھے وہ کیسے دل لبھانے والے تھے ان کی ہر ہر شعاع محبت کی چمک سے درخشاں تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے جھلملیوں سے کوئی معشوق محو نظارہ ہے۔ میرا دل اس نظارہ کو دیکھ کر بے تاب ہو گیا مجھے اس روشنی میں کسی کی صورت نظر آتی تھی کسی ازلی ابدی معشوق کی۔ جو سب حسنوں کی کان ہے۔ مجھ پر بالکل اسی کی سی حالت طاری تھی۔ جس نے کہا ہے سے

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

نہ معلوم میں اس خیال میں کب تک محو رہتا۔ کہ میں نے عالم خیال میں دیکھا سورج کی روشنی زرد و دھیمی پڑنے لگی۔ چاند اور ستارے بٹتے ہوئے معلوم ہونے لگے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ وجود جو ان کی چمک دمک کا باعث تھا ناراض ہو کر پیچھے ہٹ گیا ہے۔ اور جھروکہ سے جھانکنے والے کے چہرہ کے نور سے محروم ہو گیا ہے۔ وہ زندہ نظر آنے والے کرّے بے جان مٹی کے ڈھیر نظر آنے لگے۔ میں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔ کہ یہ کیا ہونے لگا ہے؟ کہ میری نظر نیچے کی گہرائیوں میں اپنے ہم جنس انسانوں پر پڑی۔ میں نے دیکھا ہزاروں لاکھوں بظاہر عقل مند نظر آنے والے انسان سر کے بل گرے ہوئے یا گھٹنے ٹیک کر بیٹھے ہوئے گڑگڑا گڑگڑا کر اور رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے اے سورج دیوتا مجھ پر نظر کر۔ میرے اندھیرے گھر کو اپنی شعاعوں سے منور کر۔ میری بیوی کی ہےاولاد گود کو اولاد سے بھر دے۔ اور میرے دشمنوں کو تباہ کر۔ کوئی کہتا۔ اے چندرماں! میری تاریکی کی گھڑیوں کو اپنے نور سے روشن کر۔ اور غموں اور رنجوں کو ہمارے گھر سے دور کر۔ کوئی کہتا اے ستارو! تم خوشیوں کا موجب اور میری راحتوں کا منبع ہو۔ اے زہرہ! تو محبت سے ہمارے گھروں کو بھر دے۔ اور ہمارے پیاروں کے دل ہماری طرف پھیر دے۔ اور اے مریخ! تو ہم پر ناراض نہ ہو اور مصیبتوں کی گھڑیاں ہم پر نہ لا۔ اپنا غصہ ہمارے دشمنوں کی طرف پھیر دے۔

میرا دل اس گھناؤنے نظارے کو دیکھ کر سخت گھبرا گیا۔ اور میں نے کہا انسان نے کیسی خوبصورت چیزوں کو کیسا گھناؤنا بنا دیا ہے۔ جب عاشق محبوب کے چہرہ کی بجائے اس کے نقاب سے عشق کرنے لگتا ہے۔ جب اس کے حقیقی حسن کو بھلا کر وہ اس کے لباس کی زیبائش پر فریفتہ ہونے لگتا ہے۔ تو محبوب اس لباس سے نکل جاتا ہے۔ اور خالی لباس عاشق کی طرف پھینک دیتا ہے۔ کہ جا اور اسے دیکھا کر۔ گو وہی لباس جو معشوق کے جسم پر خوبصورتیوں کا مجموعہ نظر آتا تھا۔ اب کیسا برا کیسا بھدا نظر آتا ہے۔ میں نے کہا یہی حال آسمان کے اجسام کا ہے۔ جب تک اس میں ازلی ابدی محبوب کا چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ کیسے خوبصورت نظر آتے ہیں۔ کیسے شاندار کیسے باعظمت اور جب خود ان کی ذات مقصود ہو جاتی ہے ان کی عظمت کس طرح برباد ہو جاتی ہے۔ ہیئت دان کس طرح بے رحمی سے ان کو چیر پھاڑ کر ایک دھاتوں کا تودہ ایک گیسوں کا مجموعہ ثابت کر دیتے ہیں۔ میں نے اس خیال کے پیدا ہونے پر پہلے تو حسرت سے آسمانوں کی طرف اور ان کے کھوئے ہوئے حسن کی طرف دیکھا۔ اور پھر انسان اور اس کی گم شدہ عقل کی طرف نظر کی۔ میں اسی حال میں تھا۔ کہ ایک نہایت دلکش نہایت سریلی آواز دلوں کو مسحور کر دینے والی افکار کو اپنا لینے والی میرے کانوں میں پڑی۔ اس نے پُرجلال اور شاندار لہجے میں کہا نہ سورج کو سجدہ کرو۔ اور نہ چاند کو بلکہ صرف اللہ کو جو ایک ہی ہے۔ اور جس کا قبضہ ان سب فلکی اجرام پر اور دوسری چیزوں پر ہے سجدہ کرو۔ اور یاد رکھو۔ کہ اسی نے سورج کو بھی پیدا کیا اور چاند کو بھی اور ستاروں کو بھی۔ اور یہ سب اسی کے ایک ادنےٰ اشارے کے تابع اور خادم ہیں۔ یاد رکھو کہ وہی پیدا کرتا اور اسی کا حکم چلتا ہے۔ وہ آواز کیسی مؤثر کیسی مزہ دینے والی تھی۔ زمین کی حالت یوں معلوم ہوئی۔ جیسے کسی پر تشعریرہ آجاتا ہے۔ انسان یوں معلوم ہوا۔ جیسے سوتے ہوئے جاگ پڑے ہیں ندامت۔ شرمندگی اور حیا کے ساتھ جھکائے ہوئے چہروں کے ساتھ لوگ اٹھے۔ اور اپنے پیدا کرنے والے کے آگے جھک گئے۔ آسمان پھر خوبصورت نظر آنے لگا۔ ازلی ابدی معشوق نے پھر سورج چاند اور ستاروں کی جھلملیوں میں سے دنیا کو جھانکنا شروع کیا۔ پھر دنیا کا ذرہ ذرہ جلال الٰہی کا مظہر بن گیا۔ ہیئت دانوں کے سب استدلال اور سب دلیلیں حقیر نظر آنے لگیں۔ صاحب دل بول اٹھے۔ تم اپنی گیسوں اور دھاتوں کے تذکروں کو اپنے گھر لے جاؤ۔ تم چھلکے کو تو دیکھتے ہو۔ مغز پر نگاہ نہیں ڈالتے تم ان دھاتوں کے طوماروں اور گیسوں کے مجموعوں کے پیچھے نہیں دیکھتے۔ کس کا حسن چمک رہا ہے؟ کس کا ہاتھ کام کر رہا ہے؟ میں نے دیکھا چاند کی وہ بے نور مٹی بھی جسے ہیئت دان کہتے ہیں کہ ہزاروں سال کے تغیرات کے ماتحت سرد ہو چکی ہے۔ خوشی سے چمک رہی تھی۔ اسے اس سے کیا کہ وہ سرد ہے یا گرم۔ مردہ ہے یا زندہ۔ اس کا ذرہ ذرہ دائمی خوشی سے دمک رہا تھا۔ کہ وہ اب سے آیۃ من آیات اللہ کہلانے لگا کسی چیز

(باقی صفحہ پر)

دُعا کا مؤثر ترین طریق ـــــ درود شریف

"ہر کسے اندر نماز خود دُعائے مے کند ٭ من دُعا ہائے بر و بار تو اے باغ بہار"
(حضرت مسیح موعودؑ)

(از مکرم سید فضل الرحمٰن صاحب فیضی آف منصوری)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جوانی کے ایام میں جب بسلسلہ ملازمت لاہور میں قیام پذیر تھے۔ تو آپ کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی چھٹی یا رخصت کا دن آتا آپؓ بصد شوق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں قادیان حاضر ہو کر حضورؑ سے روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے اور جو کچھ سنتے بالالتزام دوسرے احباب تک بھی اس کو پہنچا دیتے۔

انہی ایام کا ذکر ہے کہ حضرت مفتی صاحبؓ نے ایک دن جامع ترمذی میں ایک حدیث پڑھی۔ جس کے راوی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ سرور دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب تہجد کے وقت اپنے اردگرد کے لوگوں کو جگا کر فرماتے کہ "اے لوگو! اللہ کو یاد کرو۔ اللہ کو یاد کرو۔۔۔۔ ۔۔۔ الخ" حضرت ابی نے ایک رات تہجد کے وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ "یا رسول اللہ میں اپنی دعاؤں کا ایک حصہ حضور عالیؐ کے لئے وقف کر دیتا ہوں۔ مگر کیا ہی اچھا ہو کہ حضور اکرم خود ارشاد فرمائیں کہ میں کتنا حصہ اپنی دعاؤں کا حضور عالی کے لیے وقف کیا کروں؟" حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جتنا چاہو"۔ میں نے عرض کیا "حضور عالی کیا ایک چوتھائی حصہ وقف کر دیا کروں؟" فرمایا "جتنا چاہو۔ اگر اس سے زیادہ حصہ وقف کر دو تو زیادہ بہتر ہو گا"۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا "حضور عالی نصف حصہ وقف کر دیا کروں؟" حضور اکرم نے فرمایا "جتنا چاہو۔ اور اگر اس سے بھی بڑھا دو تو اور بھی زیادہ بہتر ہو گا"۔ اس پر میں نے عرض کیا "حضور عالی دو تہائی؟" فرمایا "جتنا چاہو۔ اگر اس سے بھی زیادہ کر دو تو اور بہتر ہو گا"۔ تب میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ میں آئندہ اپنی تمام دعاؤں کو حضور عالی کے لئے ہی وقف کرتا رہوں گا"۔ حضور رحمۃ للعالمینؐ نے فرمایا۔ "اس میں تمہاری سب ضرورتیں اور حاجتیں آ جائیں گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے سارے کام کر دے گا اور تمہاری ساری مرادیں پوری کرے گا۔"

یہ حدیث پڑھ کر حضرت مفتی صاحب کے دل میں بھی ایک زبردست خواہش پیدا ہوئی کہ وہ بھی ایسا ہی کیا کریں یعنی آئندہ ان کی بھی ساری دعائیں درود شریف ہو جائیں چنانچہ اس مبارک ارادہ کو دل میں لے کر جب وہ ایک دن قادیان حاضر ہوئے۔ تو مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں عرض کیا کہ "حضورؑ میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنی تمام خواہشوں اور مرادوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے درود شریف ہی کی دعا مانگا کروں۔ حضورؑ نے اس پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور تمام حاضرین سمیت ہاتھ اٹھا کر اسی وقت میرے لئے دعا کی"۔۔۔۔ حضرت مفتی صاحب کی یہ بھی روایت ہے کہ "اس وقت سے میرا یہی معمول ہے کہ میں تمام دعاؤں کے بجائے درود شریف ہی پڑھتا ہوں اور یہ قبولیت دعا کا بہت بڑا ذریعہ میرے تجربہ میں آیا ہے"۔

(محامد خاتم النبیین ص ۳۳۶-۳۷)

اللہ تعالیٰ حضرت ابی بن کعب حضرت امام محمد بن عیسیٰ الترمذی اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی ارواح پر ہمیشہ ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے۔ کہ ان عاشقان رسول نے کیا شاندار وزریں نکتہ قبولیت دعا کا ہم تک پہنچایا۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین!

لیکن درود شریف کی دعا پڑھنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ انسان اس کی حقیقت و عظمت اور اسکو بکثرت پڑھنے کی حکمت سے بھی آگاہ ہو۔ ورنہ ظاہر ہے کہ محض طوطے کی طرح درود شریف پڑھنے سے تو کوئی فائدہ متصور نہیں ہو سکتا۔

۱۔ درود شریف کی حقیقت و عظمت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں کہ "ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و صفا دیکھئے۔ آپ نے ہر قسم کی بد تحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائیں لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و صفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اسی لئے تو فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اس پر درود و سلام بھیجو اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہیں فرمایا لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہیں کئے یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق و صفا تھا اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگذاری کے طور پر درود بھیجیں"۔

(الحکم ۱۰ر جولائی ۱۹۰۳ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنے کے حکم میں کیا حکمت ہے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں کہ "اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جز ہو جاتا ہے پس جو فیضان شخص مدعولہ پر ہوتا ہے وہی فیضان اس پر ہو جاتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں۔ اس لئے درود بھیجنے والوں کو جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کا پیغام

کراچی کے خدام کے نام

اپنے فرائض کو سمجھو اور بنی نوع انسان کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لو

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے اپنے سالانہ اجتماع کے لئے حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ کی خدمت میں پیغام کیلئے درخواست کی تھی حضور ایدہ اللہ نے ازراہ کرم خدام کو حسب ذیل پیغام تحریر فرمایا جس کو مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب قائد مجلس نے اجتماع میں پڑھ کر سنایا۔ (مرزا محمد لطیف منتظم نشر و اشاعت سالانہ اجتماع کراچی)

"خدام الاحمدیہ کراچی کی طرف سے درخواست کی گئی ہے کہ میں اُن کے سالانہ جلسہ کے لئے کوئی پیغام بھیجوں خدام الاحمدیہ کو ایک ہی پیغام ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھیں اور بنی نوع انسان کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ مَیں مرکزی خدام الاحمدیہ کے ایک سالانہ جلسہ میں یہ تقریر کر چکا ہوں کہ خدام الاحمدیہ کے یہ معنے نہیں کہ یہ احمدیت کے خادم ہیں بلکہ یہ کہ احمدیوں میں سے بنی نوع انسان کے یہ خادم ہیں۔ اس اپنی تقریر کو میں پھر یاد دلاتا ہوں اور کراچی کے خدام سے کہتا ہوں کہ وہ پاکستان کے مرکز میں بستے ہیں جہاں تمام دنیا کے آدمی آتے ہیں۔ اور جہاں خدمت کا بہترین موقع ان کو مل سکتا ہے۔ وہ اس طرف توجہ کریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو یاد رکھیں۔ کہ سچا مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور جس کی زبان سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔ خالی مسلمان کہلانے سے کچھ نہیں بنتا۔ بلکہ اصل مسلمان وہ ہے جو دنیا کو امن بخشے۔ پس دنیا کو امن بخشنے کی کوشش کریں۔ لڑائی جھگڑوں سے بچیں۔ بغیر کسی مذہب اور ملت کا خیال کئے ہر مذہب اور ملت کے آدمیوں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کریں۔

خاکسار
مرزا محمود احمد"
(خلیفۃ المسیح الثانی)

بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے"۔

(مکتوبات احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۲۴-۲۵)

۲- حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کثرت سے درود شریف اور استغفار پڑھا کرتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی اس کے پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک مخلص صحابی شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی جب ایک دفعہ قادیان آئے تو حضرت حکیم الامت سے ملاقات کر کے ملتجی ہوئے کہ "مجھے کوئی وظیفہ بتایا جائے۔ آپؓ نے فرمایا کہ حضرت صاحبؑ اکثر درود شریف اور استغفار کثرت سے پڑھنے کا ہی ارشاد فرمایا کرتے ہیں ہم اس سے زیادہ کیا بتا سکتے ہیں۔ پس درود شریف اور استغفار کا جس قدر ممکن ہو ورد رکھو۔ اور چلتے پھرتے استغفار پڑھا کرو"۔

شیخ صاحبؓ نے اس ہدایت پر عمل کیا۔ لیکن جب پھر وہ قادیان آئے تو حضرت مولانا ممدوحؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ "حسب الارشاد درود شریف پڑھتا رہا ہوں۔ مگر کوئی خاص تاثیر یا برکت کے آثار نمایاں نہیں ہوتے" یہ سن کر حضرت حکیم الامۃ نے فرمایا کہ "درود شریف ایک دعا ہے۔ اور تم کو اپنی پیش آمدہ مشکلات کے لئے دعائیں کرنے کا موقعہ ملتا ہوگا۔ پس جس رجوع درد اور تڑپ کے ساتھ تم اپنے مطالبات کے لئے دعا کرتے ہو، کیا وہ تڑپ کبھی درود شریف میں بھی پیدا ہوئی ہے یا نہیں؟ - اگر نہیں تو پھر عدم ظہور تاثیر کی شکایت درست نہیں آپ درد دل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور نمایاں طور پر آثار برکت مشہود ہوں گے"۔

(مجاہد خاتم النبیین صفحہ ۲۶۶)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ "میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ درود شریف کی بہت عادت ڈالو۔ اس کا ادنیٰ فائدہ تو یہ ہے کہ من صلی علیہ واحدۃً صلی اللہ علیہ عشراً۔ جب ایک بار اخلاص کے ساتھ تم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے شرف و کامیابی و رحمت کاملہ کے نزول کی دعا کرو گے تو خدا تعالیٰ دس بار تم پر ایسی رحمتیں بھیجے گا"۔

(بدر ۸ر اگست ۱۹۱۲ء)

۳- حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اپنے شروع زمانہ خلافت سے جماعت کو درود شریف کے فیوض و برکات سے آگاہ فرماتے چلے آ رہے ہیں۔ حضور پُر نور کے خطبات جمعہ، تصانیف، تقاریر اور ارشادات میں جابجا حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہنے کی تلقین و تاکید موجود ہے۔

حضور پُر نور کا ارشاد ہے کہ "جو شخص درود شریف کثرت سے پڑھتا ہے۔ اس کی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں دنیا میں یہ طریق ہے کہ اگر کسی سے کچھ کام کرانا ہو تو اس کی پیاری چیز سے پیار کیا جائے۔ کسی عورت سے اگر کوئی کام کرانا ہو تو اس کے بچے سے محبت کرو۔ پھر دیکھو وہ کیسی مہربان ہوتی ہے۔ فقیر بھی خیرات لینے کے لئے دروازہ پر جاتا ہے۔ تو صدا کرتا ہے — "مائی تیرے بچے جئیں" کیونکہ فقیر بھی جانتے ہیں کہ اس صدا کا ماں پر بہت اثر ہوتا ہے۔ جب ماں یہ آواز سنتی ہے تو دوڑی آتی ہے۔ اور فقیر کو خیرات دیتی ہے۔ دیکھو اس آواز کے سنتے ہی جو اس کے پیارے بچے کے لئے ایک دعا ہوتی ہے۔ وہ کس طرح دوڑی آتی ہے۔ اسی طرح درود پڑھنے والے شخص کے متعلق جب خدا دیکھتا ہے کہ اس نے پیارے (رسولؐ) کے لئے دعا کی ہے تو کہتا ہے تو نے میرے پیارے کے لئے دعا کی ہے، آ میں تیری دعا بھی قبول کرتا ہوں ...... (لہٰذا) ہم مسجد میں ہیں جب آئیں تب بھی درود پڑھیں۔ اور گھروں میں جب جائیں تب بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں"

(الفضل - ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء)

اور فرمایا کہ "درود بہترین دعا ہے۔ اور اس پر جتنا زور دیا جائے۔ اتنا ہی تھوڑا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس نکتہ کو یاد رکھ کر اگر کوئی درود پڑھے گا تو اسے دعاؤں میں خاص لطف اور مزا آئے گا۔ کیونکہ اب پڑھنے والے کے لئے اس کے الفاظ کوئی چیستان اور معمے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے کھلا ہوا رستہ ہے غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ خدا اور رسولؐ کی طرف سے جتنی باتیں سکھائی گئی ہیں۔ ان میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں"۔ (الفضل - ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء)

درود شریف کی عظمت اور اس کے ورد کی تاثیر کے بارے میں محولہ بالا پر معارف حقائق پڑھنے کے بعد عمل کا میدان آتا ہے۔ جس کو عاشقانہ ولولہ و عزم کے ساتھ طے کرنا ہر مسلمان کے لئے ازبس ضروری ہے اس پُر آشوب زمانہ میں تمام درد مندانِ اسلام کو چاہیئے کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے حضور بکمال محبت و اخلاص حضرت تاجدار انبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بکثرت درود شریف پڑھا کریں تا اللہ تعالیٰ کا فضل و رحم اور نصرت ملت اسلامیہ کے شامل حال ہو۔ آمین۔

جماعت احمدیہ کے لئے تو بالخصوص درود شریف کا ورد ایک فریضہ کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں تجدید و احیاء اسلام کے لئے اسکو کھڑا کیا ہے اور قرآنی دلائل قاطعہ سے آج اسی کے مجاہدین دنیا بھر میں اسلام اور ملت اسلامیہ کی جنگیں لڑ رہے ہیں دشمنانِ اسلام بھی احمدیوں کے اس جہاد کبیر سے بخوبی واقف ہیں۔ چنانچہ وہ اس کے راستہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں اور فتنے پیدا کرتے اور کرتے رہتے ہیں۔ اور گویا اپنی دنیوی طاقت و دولت کے زعم میں وہ دیندراوں کی اس چھوٹی سی جماعت کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔ مگر نہیں جانتے کہ خدائے ذوالجلال کی تقدیر ازلی اور تائید غیبی اس کے ساتھ ہے۔

ان حالات میں اپنی کمزوریوں کے پیش نظر ہمارے لئے یہ ازبس ضروری ہے کہ ہم دنیا بھر میں اسلام کی کامیاب تبلیغ اور فتح کے لئے ہر شب تہجد کے وقت خدا تعالیٰ کے حضور دلی صدق و صفا اور کامل محبت و اخلاص کے ساتھ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کریں۔ اور استغفار بھی پڑھتے رہیں۔ انشاء اللہ العزیز سب بادل چھوٹ جائیں گے۔ اور عظمت و شوکت اسلام کا سورج پھر دور اول کی طرح اس دنیا پر ضیا بار ہوگا ....

اللّٰھم صل علی محمد
وعلیٰ آل سیدنا محمد
وبارک وسلم ---
آمین یارب العالمین
آمین
واٰخر دعوانا ان
الحمد للّٰہ رب
العالمین!

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے سالانہ اجتماع پر

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا پیغام

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کو اس کے سالانہ اجتماع پر جو پیغام بھجوایا اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے — "مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے جو ستمبر میں اپنا خاص اجتماع منعقد کر رہی ہے۔ مجھ سے پیغام بھجوانے کے لئے کہا ہے۔ خوش قسمتی سے مجھے پیغام کے لئے زیادہ تلاش نہیں کرنی پڑی۔ اس زمانہ کا جو اہم ترین مسئلہ ہے وہ زمانہ کی تاریخ کے ہر صفحہ پر لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ باوجود اس کے کہ تمام قومیں اور فرقے کسی نہ کسی مذہب کی پیروی کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن یہ تمام کے تمام عملی طور پر غیر مذہبی اور مادی افعال میں مبتلا ہیں۔ یہ صرف حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی کی واحد ذات ہے جو کہ اس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر صحیح مذہب اور زندگی بخش روحانیت کی شمع کو جلا رہے ہوئے ہے

ان نوجوانوں کے لئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں یہ لازمی ہے کہ ان کے لائے ہوئے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیں اور مردہ روحوں کو نئی زندگی کا جام بخشیں نوجوانوں سے اگر صحیح طور پر کام لیا جائے تو وہ اتنا زبردست کام کر سکتے ہیں کہ وہ خود بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ نے احمدی نوجوانوں کے لئے اپنا پیغام اس شعر میں انتہائی جامع رنگ میں پیش فرمایا ہے۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

وہ اعمال جو یہ عظیم انقلاب لا سکتے ہیں مختصراً درج ذیل ہیں:

۱- سب سے پہلے تو یہ کہ آپ حقیقی خدا پرست احمدی بن جائیں تا آپ اسلام اور احمدیت کے زندہ نمونہ ہوں — اور زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کے قول و فعل میں یکسانیت پائی جائے۔

۲- آپ دیانتداری سے اس عقیدہ کی تبلیغ کریں۔ جس پر آپ خود ایمان رکھتے ہیں اور عمل پیرا ہیں۔

یہی حقیقی احمدیت ہے اور یہی حقیقی اسلام ہے۔ اور کامیابی کا واحد راستہ ہے خدا تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو — والسلام (مرزا بشیر احمد)

فرقہ مودودیہ کی سرگذشت

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی منقول از بدر قادیان)

(۱)

نوٹ:- اس مضمون کا اصل ماخذ تو رسالہ الفرقان بریلوی یو پی بابت اپریل و مئی ۵۸ء ہے - مگر اس کی ترتیب میں مندرجہ ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے -

مودودی صاحب کی تصانیف تفہیم القرآن - الجہاد فی القرآن - قتل مرتد و حقیقت جہاد - اشارات سیاسی کشمکش - روئداد جماعت اسلامی حصہ سوم - اس کے علاوہ ایک دینی تحریک کا تعارف از مولانا منظور احمد صاحب نعمانی اور تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ؛

ہر تحریک نشیب و فراز اور مد و جزر کے مختلف دوروں سے گزرا کرتی ہے - مگر جماعت مودودی سولہ سالہ مدت عمر میں جن اندرونی حوادث سے دوچار ہوئی - اور بلندی و پستی کے جن منازل سے گذری وہ تاریخ کی دلچسپ داستان ہے -

ذیل میں ہم الفرقان بریلی کے اپریل و مئی ۵۸ء والے شمارے اور مذکورہ بالا کتب کی مدد سے جماعت مودودی کی سرگذشت پیش کرتے ہیں - اس سے معلوم ہوگا کہ فرقہ مودودیہ کا خمیر کیسے مادوں سے تیار کیا گیا ہے - اور کن افکار و خیالات سے اس کی سرشت کی تعمیر ہوئی ہے -

مولانا منظور احمد نعمانی

"الفرقان" بریلی - یو پی کا ایک دینی علمی ماہنامہ ہے - اس کے مدیر میرے استاد بھائی مولانا منظور احمد صاحب نعمانی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مولانا مودودی صاحب نے جب حیدرآباد سے اپنے رسالہ "ترجمان القرآن" کے ذریعہ لوگوں کو ایک اسلامی ادارہ قائم کرنے کی دعوت دی - تو سب سے پہلے جنہوں نے اس آواز پر لبیک کہی وہ یہی منظور احمد صاحب نعمانی ہیں -

اس کے بعد جب لاہور میں "جماعت اسلامی" کی بنیاد ڈالی گئی - تو اس وقت بھی یہ "ثانی اثنین" تھے یعنی مودودی صاحب کا سب سے بڑا رفیق کار اور تشکیل جماعت میں ان کا سب سے بڑا ممد و معاون مولانا امین احسن صاحب اصلاحی - مولانا مسعود عالم ندوی - مولانا ابوالحسن ندوی وغیرہ بعد میں آئے - اور ان میں سے اکثر کے آنے کا سبب بھی یہی تھا - اصلاحی صاحب جب "جماعت اسلامی" کے رکن بن گئے تو ان سے نعمانی صاحب نے پوچھا کہ کیا آپ کو مودودی صاحب اور ان کی تحریک کی طرف سے اطمینان ہو گیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں مودودی صاحب کو کیا جانوں - میں تو آپ کو جانتا ہوں - اگر دین کے متعلق خدا کے ہاں سوال کیا گیا - تو میں آپ کو پیش کر دوں گا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہار اور یو پی کے مشرقی اضلاع میں جماعت اسلامی کو جو قبولیت حاصل ہوئی ہے اس میں نعمانی صاحب کی شمولیت کا بڑا دخل تھا اور یہ تو میں بھی ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ نعمانی صاحب اپنے حلقہ میں بڑے ثقہ اہل فہم اور ذی اثر مانے جاتے تھے

مودودی صاحب کی قبولیت کی وجہ

۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۷ء تک کا زمانہ ہندوستانی مسلمانوں کے نظریاتی جدوجہد - راہ عمل کی تعیین اور تنازعہ للبقا کا زمانہ تھا - ۱۹۳۵ء میں جب گورنر جنرل نے انڈیا ایکٹ نافذ کیا - اور ہندوستانیوں کو اسمبلی میں اپنے نمائندے بھیجنے اور قلمدان وزارت سنبھالنے کا حق دیا تھا تو ۱۹۳۶ء کے جنرل الیکشن میں کانگرس نے حصہ لیا اور حیرت انگیز کامیابی حاصل کی - یعنی ہندوستان کے سات صوبوں میں بلا شرکت غیرے وزارت قائم کر لی - کانگرس کی یہ کامیابی حریت پسندوں کی کامیابی سمجھی گئی اور یہ بات واضح ہو گئی کہ اب آزادی کی منزل دور نہیں - اس وقت اسلامیان ہند کے سامنے آزادی کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کے مستقبل کا سوال آیا اور مختلف "مکاتب فکر" کے زعماء اپنے اپنے خیالات کی اشاعت کرنے لگے - اس سے کچھ ہی دن پہلے یعنی ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کے اجلاس الٰہ آباد کی صدارتی تقریر میں ڈاکٹر اقبال نے مسلم لیگ کا نظریہ پیش کیا تھا - اس الیکشن کے بعد جب ۱۹۴۰ء میں مسٹر جناح کے زیر صدارت مسلم لیگ کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا - تو اس میں مسلم لیگ کے اسٹیج پر باقاعدہ پاکستان کی تجویز منظور کر لی گئی یہ اصل میں کانگرس کی کامیابی کا ردعمل تھا -

دوسرے مکتبۂ خیال کے علماء وہ تھے جو کانگرس کے ساتھ اشتراک عمل ضروری قرار دیتے تھے . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کانگرس کے ساتھ تعاون و اتحاد میں سمجھتے تھے - اس تحریک کی باگ ڈور "جمعیۃ العلماء ہند" کے ہاتھ تھی

اس وقت ان دونوں کے علاوہ ہندوستانی مسلمانوں میں ایک اور مکتبۂ خیال کے لوگ بھی تھے - وہ کانگرس اور مسلم لیگ دونوں سے الگ رہ کر ایک مستقل اسلامی تحریک چلانا چاہتے تھے - مودودی صاحب اسی مکتبۂ خیال کے آدمی تھے - انہوں نے اپنے اسی نقطۂ نگاہ کی وضاحت و اشاعت کے لئے "ترجمان القرآن" میں ایک سلسلہ مضامین شروع کیا - یہ مضامین اس فضا میں جہاں ہر کھرے کھوٹے کا گاہک موجود تھے بہت پسند کئے گئے - یہی مودودی صاحب کی شہرت کا آغاز تھا - یہی دور ہے کہ نعمانی صاحب اور مودودی صاحب کے افکار و خیالات میں یگانگت و ہم آہنگی آئی - پھر ان دونوں کے درمیان نظریاتی اعتبار سے اتنی قربت ہوئی کہ دونوں نے ان نظریوں کو ایک تحریک کی شکل دینی چاہی اور اس کے لئے زمین ہموار کی جانے لگی -

ابھی تک مودودی صاحب حیدرآباد میں تھے اور وہیں سے ان کا ترجمان القرآن بھی نکل رہا تھا - لیکن اس تحریک کے لئے برطانوی ہند کا ماحول سازگار سمجھا گیا - اس لئے انہوں نے برطانوی ہند میں منتقل ہونے کا ارادہ کیا - اور نعمانی صاحب کو ملاقات کے لئے دہلی بلایا -

مودودی صاحبان کا عملی نمونہ

نعمانی صاحب کہتے ہیں میں نے سن رکھا تھا کہ مودودی صاحب کے قول و فعل میں بڑا اختلاف ہے - وہ تحریک اسلامی کے جیسے پُر زور داعی ہیں ان کا عملی نمونہ اس کے مطابق نہیں ہے وہ لکھتے ہیں کہ واقعی جب میں پہلی بار ان سے دہلی میں ملا تو طبیعت کو ایک دھکا سا لگا - لیکن اس امید میں کہ شاید وہ آئندہ اپنی اصلاح کر لیں ان کی ذہنی صلاحیتوں سے استفادہ اور ان کی تحریک سے اشتراک عمل جائز سمجھا - اور دونوں نے آئندہ تشکیل جماعت کے متعلق مفصل گفتگو کی -

دارالاسلام

اس کے بعد مودودی صاحب حیدرآباد سے منتقل ہو کر پٹھانکوٹ آ گئے - یہاں چوہدری نیاز علی صاحب نے اسی نیت سے ایک بستی بسائی تھی کہ دیندار دوں کی کوئی جماعت اس جگہ بیٹھ کر اسلام کی خدمت کرے گی - اس بستی کا نام "دارالاسلام" رکھا گیا تھا - مودودی صاحب نے یہاں آکر ڈیرہ لگایا اور ترجمان القرآن بھی یہیں سے نکالنے لگے - جب مودودی صاحب کی تحریر سے مجھ کو... اکا ایک طبقہ متاثر ہو گیا تو انہوں نے اپنے ہم خیالوں کو جمال پور "دارالاسلام" آنے کی دعوت دی - نعمانی صاحب یہ دعوت پا کے جمال پور آ گئے - لیکن یہاں آکر انہیں پھر وہی دھکا لگا - یعنی دو تین دن کے قیام میں دیکھا کہ مودودی صاحب کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی بلکہ انہوں نے اپنے کو بدلنے کا ارادہ ہی نہیں کیا -

میں اس جگہ ایک غلط فہمی کا ازالہ کر دوں بعض لوگ کہتے ہیں کہ نعمانی صاحب کو محض مودودی صاحب کی چھوٹی داڑھی اور انگریزی طرز کے بالوں پر اعتراض تھا - مگر یہ غلط ہے - یہ درست ہے کہ مودودی صاحب کی داڑھی اور سر کے بالوں پر بھی اعتراض تھا - لیکن اصل شکایت ان کو مودودی صاحب کے اس عملی نمونے سے تھی جس کا انکشاف دو تین دن ساتھ رہنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے

مودودی صاحب سے نعمانی صاحب کی شکایت

مودودی صاحب کی دعوت پر نعمانی صاحب کے علاوہ اور کچھ لوگ بھی دارالاسلام آئے تھے - دوسرے دن جب سبھی جماعت کی تاسیس کے لئے بیٹھے تو نعمانی صاحب تنہائی میں مودودی صاحب سے ملے اور کہا میں آیا تھا تشکیل جماعت کے لئے لیکن یہاں آ کر کچھ موانع پیدا ہو گئے ہیں جب تک وہ دور نہ ہو جائیں میں نہ اقامت جماعت میں حصہ لے سکتا ہوں نہ اس کا رکن بن سکتا ہوں نعمانی صاحب کا اشارہ مودودی صاحب کی بے عملی اور مداہنت کی طرف تھا - مودودی صاحب سمجھ گئے اور اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ نعمانی صاحب! آپ کو معلوم نہیں کہ میں کس دنیا کا آدمی تھا اور کس دنیا میں آیا ہوں - میں انشاء اللہ آہستہ آہستہ اپنا عمل اپنی دعوت کے مطابق بنانے کی کوشش کروں گا - لیکن اس جواب سے نعمانی صاحب کی تسلی نہیں ہوئی -

اسی ماحول میں جماعت بن گئی اور نعمانی صاحب خاموشی سے تماشہ دیکھتے رہے - انہوں نے جماعت کی رکنیت قبول کرنے سے انکار کر دیا - اور اپنے "الفرقان" میں اس کی وجہ یہ بتائی کہ جو جماعت اتنے بلند بانگ دعاوی کے ساتھ کھڑی ہوئی ہے - اگر اس کے داعی کی زندگی خود اپنی دعوت کے مطابق نہ ہو گی تو وہ جماعت چل نہیں سکتی - اگر تقریر و تحریر کے بل بوتے پر چلائی بھی گئی تو دیرپا نہیں ہو سکتی ؛

(باقی)

اشاعتِ حق کے خواہشمندوں کیلئے خوشخبری!

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی تصنیفِ لطیف

تبلیغ ہدایت

ملک فضل حسین صاحب مینیجر احمدیہ کتابستان ربوہ ہمارے شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی تصنیف لطیف "تبلیغ ہدایت" کا چھٹا ایڈیشن (پہلے ایڈیشنوں کی نسبت بعض بیش بہا اضافوں کے ساتھ) شائع فرما کر ہر فرد جماعت کے لئے اشاعت حق کے فریضہ کو آسان تر کر دیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب (اطال اللہ عمرہٗ) کی دلپذیر طرز تحریر اور متلاشیان حق کو مطمئن کرنے والا طرز استدلال ہر کہ و مہ کو بخوبی معلوم ہے۔ اس کتاب کی افادیت کے پیش نظر میں بحیثیت مہتمم اصلاح و ارشاد خدام الاحمدیہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ہر خادم کو اس کے مطالعہ کی درخواست کروں اور ہر صاحب استطاعت احمدی دوست سے یہ توقع رکھوں کہ وہ حسب استطاعت اس نادر کتاب کے نسخے خرید کر اپنے زیر تبلیغ افراد اور خصوصاً زیر تبلیغ رشتہ داروں میں تقسیم کرے۔ خدام بھائیوں کو اس سے استفادہ کرنے پر مکلف کرنے کے لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ شعبہ اصلاح و ارشاد کے ماتحت آئندہ ہونیوالے امتحان میں یہ کتاب بطور نصاب مقرر کی جاتی ہے۔ قائدین و زعماء کا فرض ہے کہ جسقدر نسخے ان کو درکار ہیں ان کا مطالبہ مجموعی طور پر دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بھجوا دیں تاکہ قیمت میں رعایت ہو جائے۔

کتاب مذکورہ مجلد کی قیمت اڑھائی روپے رکھی گئی ہے۔ لیکن مجموعی مطالبات آنے پر انشاء اللہ دس پندرہ فیصدی رعایت ہو جائے گی۔

(مہتمم اصلاح و ارشاد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

اعلان دارالقضاء

محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ بنت مکرم حضرت سید ڈاکٹر غلام غوث صاحب رضی اللہ عنہ مرحوم نے درخواست دی ہے کہ والد صاحب مرحوم کی جو امانتی رقم مبلغ -/۸/-۸۰۷ روپے خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع ہے وہ مجھے دلائی جائے مرحوم کے وارث دو لڑکے اور چار لڑکیاں بتائے جاتے ہیں اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو پندرہ یوم تک اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں شیخ مبارک احمد صاحب کی تقریر

محترم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے مسجد سکول میں اساتذہ و طلباء سکول سے خطاب فرمایا۔ آپ نے نہایت موثر پیرایہ میں مشرقی افریقہ کے جغرافیائی، تمدنی اور سیاسی حالات پر روشنی ڈالی اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا تذکرہ فرمایا۔ آپکی تقریر پسند کی گئی۔

(سیکرٹری تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

مجالس انصار اللہ کی شعبہ تربیت سے متعلق تجاویز

مجالس انصار اللہ کو معلوم ہے کہ ۳۱ اکتوبر اور یکم نومبر کو انصار اللہ کا اجتماع ہوگا اس موقعہ پر شوریٰ میں مختلف شعبہ جات کی طرف سے تجاویز پیش ہوں گی۔ شعبہ تربیت نہایت درجہ اہم شعبہ ہے۔ جس پر تربیت و اصلاح کا مدار ہے۔ اس کے متعلق مجالس کی طرف سے ضروری تجاویز جلد سے جلد آنی چاہئیں۔ تاکہ شوریٰ میں پیش کی جا سکیں۔

(قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے!!

نظارت تعلیم کے اعلانات

۱۔ داخلہ لارنس کالج گھوڑا گلی } امتحان انتخاب برائے داخلہ دسمبر ۱۹۵۸ء پشاور مری۔ راولپنڈی۔ لاہور و کراچی۔ داخلہ مارچ ۱۹۵۹ء درخواستیں ۵۸/۱۰/۲۰ تک بنام پرنسپل (پ۔ٹ ۵۸/۹/۲۸)

۲۔ وظائف گورنمنٹ جاپان } ۷ وظائف۔ قسم اول۔ برائے ریسرچ۔ عرصہ تعلیم ۲ سال۔ شرائط: پاکستانی گریجوایٹ متعلقہ مضمون ــ قسم دوم۔ برائے انڈر گریجوایٹ تعلیم۔ عرصہ تعلیم ۵ سال برائے جاپانی آرٹس و سائنس۔ ۶ سال برائے میڈیسن و ڈنٹسٹری۔ شرائط:۔ پاکستانی انٹرمیڈیٹ۔ مالیت وظیفہ ۲۶۵ روپے ماہوار۔ زائد اخراجات و کرایہ آمد و رفت بذمہ طالب علم۔ اپریل ۱۹۵۹ء میں جاپان پہنچنا لازم درخواستیں ۵۸/۱۰/۲۰ تک بنام Dr. M. R. Chaudhury

Asst Educational Adviser, Ministry of Education Karachi

(پ۔ٹ ۵۸/۹/۲۸)

نمائندگان ــــ سالانہ اجتماع

۲۴-۲۵-۲۶ ــ اکتوبر ۱۹۵۸ء

شوریٰ میں ہر مجلس اپنے اراکین کی تعداد پر ہر بیس یا بیس کی کسر پر ایک نمائندہ بھیج سکتی ہے۔ قائد مجلس اپنے عہدہ کے لحاظ سے نمائندہ ہوگا۔ لیکن وہ اس تعداد میں شامل ہوگا۔ جس کا کسی مجلس کو بھیجنے کا حق ہے۔ اگر کسی وجہ سے قائد خود سالانہ اجتماع میں شامل نہ ہو سکتا ہو۔ تو پھر اس کی بجائے نمائندہ کا تقرر بذریعہ انتخاب ہوگا۔ قائد کسی شخص کو اپنے نمائندے کے طور پر نامزد نہیں کر سکتا۔

بہتر ہوگا۔ کہ قائدین اپنے کام کا حرج کر کے بھی اجتماع میں شامل ہوں تا آئندہ سال کام کی نگرانی کر سکیں۔

شوریٰ کے نمائندگان کا تقرر بذریعہ انتخاب ہونا ضروری ہے۔ اور ان کی اطلاع بھجواتے وقت اس امر کا ذکر ہونا چاہیئے۔ اجتماع کے موقعہ پر ان نمائندگان کے پاس ایک تعارفی خط کا ہونا ضروری ہے۔ جس میں قائد مقامی کی طرف سے یہ درج ہو کہ جن نمائندگان کی اطلاع دی گئی ہے۔ وہ یہی ہیں۔ نمائندگان کی تقرری کی اطلاع ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۸ء تک مرکز میں پہنچ جانی ضروری ہے۔

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

قائدین حضرات توجہ کریں

سینما بینی کے مضر اثرات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور ہماری جماعت کے نوجوانوں کو بالخصوص اس سے بچنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ فرمودہ ۲۹ اگست رسالہ خالد کے ضمیمہ کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس خطبہ کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے قائدین اور دیگر عہدیداران خدام الاحمدیہ سے توقع ہے کہ وہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت فرمادیں گے۔ خدام میں اسکو زیادہ سے زیادہ تقسیم کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے۔ مجالس کو جتنی تعداد میں ضرورت ہو۔ مینیجر رسالہ خالد خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے پتہ پر مطلع فرمادیں۔ اس ضمیمہ کی قیمت صرف ۱/۰ روپے فی سینکڑہ رکھی گئی ہے۔

مہتمم اشاعت خدام الاحمدیہ مرکزیہ

گمشدہ رسید بک!

مجلس خدام الاحمدیہ پتوکی سے رسید بک ۱۹۷ گم ہو گئی ہے۔ اسلئے جملہ خدام کی واقفیت کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اس رسید بک پر کسی قسم کا کوئی چندہ ادا نہ کریں۔ اور اگر کسی کو اس کا علم ہو۔ تو مرکز میں اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ (مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

گذشتہ جنگ عظیم میں دھاتوں کی اہمیت

از مکرم عبد المنان صاحب — لاہور

ابتدائے زمانہ سے انسان بوجہ اس ارتقائی رجحان کے جو قدرت نے اسکو ودیعت کیا ہے یہ کوشش کرتا آیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں انقلاب رونما کرے۔

جنگوں کو ہی لیں۔ نسلِ انسانی کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان کی باہمی رقابت اور دشمنی میں بھی اضافہ ہوتا آیا ہے۔ اس ضمن میں پہلے پہل اس نے ایکدوسرے کے خلاف اپنا زور بازو کو استعمال کیا پھر ذرا ترقی کی تو پتھر اور لکڑی استعمال ہونے لگی اور بعد میں اس کے اوزار بھی بنائے۔ اس اثنا میں اتفاقیہ طور پر اس کو بعض دھاتیں مثلاً پیتل اور لوہا وغیرہ ملے۔ یہ پتھر اور لکڑی سے کہیں زیادہ مضبوط اور موثر ثابت ہوئے۔ چنانچہ اس کے بعد انسان نے باضابطہ طور پر دھاتوں کی تلاش شروع کی۔ اور اس کا وافر حصہ اوزار بنانے کے لئے ہی مخصوص کردیا۔ اس عہد کے بعد اب تک دھاتیں جنگوں کا جزو لاینفک ہیں۔ موجودہ دور میں یا اس سے ذرا پہلے جو جنگیں ہوئیں۔ ان پر ہی غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ کوئی بھی تو شعبہ ایسا نہیں جس میں دھات استعمال نہ ہوتی ہو۔ جنگ کے دوران فوج کو تازہ خوراک کی سپلائی ایک اہم امر ہے۔ چنانچہ ٹن (Tin) دھات کے ڈبوں میں سپاہیوں کو غذا مہیا کی جاتی ہے۔ جو برسوں خراب نہیں ہوسکتی ۱۷۹۵ء میں نپولین بونا پارٹ" اور اس کے سپاہیوں کو ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا ذریعہ ہو جس سے فوجیوں کو لمبی مہم کے دوران میں تازہ خوراک میسر آسکے۔ نپولین نے یہ اعلان کیا کہ جو کوئی شخص ایسی ترکیب نکالے گا۔ جس سے خوراک کو ایک لمبے عرصہ تک محفوظ کیا جاسکے اسے بارہ ہزار فرینکس (Frances) بطور انعام دئے جائیں گے۔ چنانچہ اسی کے نتیجہ میں خوراک کو ٹن کے ڈبوں میں بند کرنے کا طریقہ ایجاد ہوا۔

موجودہ دور میں دھاتوں کی زبردست اہمیت کا اندازہ دوسری جنگ عظیم سے بخوبی ہوسکتا ہے ۱۹۴۰ء میں سویڈن کے لوہے کے ذخائر کا جن پر جرمنی نے قبضہ کر لیا تھا دنیا میں خوب چرچا ہوا۔ اور اس سے اگلے ہی سال یعنی ۱۹۴۱ء میں امریکہ نے ڈچ گی آنا واقعہ جنوبی امریکہ پر قبضہ کر لیا اور بعد میں پتہ چلا کہ اس علاقہ میں ایلومینیم دھات کی جو کہ لڑاکے ہوائی جہاز بنانے میں از حد اہمیت رکھتی ہے۔ بہت بہتات ہے اور اسی سلسلہ میں جاپان نے ٹن دھات کی خاطر "ملایا" اور "ڈچ ایسٹ انڈیز" پر قبضہ کر لیا۔

اس جنگ میں بعض مدبروں کا خیال تھا کہ جرمنی کو اگر شکست دی جاسکتی ہے تو صرف اور صرف اس بناء پر کہ اسکے پاس بعض اور اہم دھاتوں کے علاوہ جیسے نقل۔ ولفرم۔ وینیڈیم (Vanadium) اور کرومیم کے جو فولاد کے ساتھ ملکر اسی کو غیر معمولی طور پر مضبوط بنا دیتی ہیں) ذخائر موجود نہیں۔ اور اسی ایک امر سے ہی بعض نے یہ نتیجہ اخذ کرنا شروع کردیا کہ اب جنگ ختم ہونے والی ہے۔

جرمنی اپنی اس کمزوری پر خوب آگاہ تھا اور اس نے اس خلا کو پر کرنے کے لئے کم از کم چار قدم اٹھائے

(۱) ان دھاتوں کو ذخیرہ کرنے کا سلسلہ ۱۹۳۳ء سے ہی شروع کر دیا گیا تھا۔ گویا جرمنی چھ سال قبل سے ہی جنگی تیاریوں میں مصروف تھا

۲۔ بعض نایاب دھاتوں کے بدل ایجاد کئے گئے مثلاً بجلی کی صنعت میں پیتل کی جگہ ایلومینیم استعمال کی۔ نِقل اور ولفرم وغیرہ دھاتوں کی بجائے مینگنیز اور مولبڈنیم (molybdenum) فولاد کے ساتھ ملایا جانے لگا۔ نیز پیتل کے الائے (copper alloy) کی بجائے جست کے الائے تجویز کئے

(۳) غیر فوجی ضروریات پر دھاتوں کے استعمال پر سخت بندش لگادی گئی اور اس سلسلے میں ہر لحاظ سے کفایت شعاری کا طریق برتا گیا۔

(۴) ایسے ملحقہ علاقوں پر جن میں بعض اہم دھاتیں پائی جاتی تھیں بتدریج اپنا تسلط جمانا شروع کیا۔ اس مقصد کے لئے ہٹلر نے جن ممالک کو اپنا زیر نگین کیا۔ اور ان سے جو فوائد حاصل کئے وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں

(۱) آسٹریا سے میگنیشیم دھات کے ذخائر حاصل کئے (۲) اٹلی سے پارہ (Mercury) اور ایلومینیم (۳) زیکوسلوویکیہ سے لوہا اور فولاد (۴) پولینڈ سے جست۔ (۵) ہنگری سے ایلومینیم (۶) یوگوسلاویہ سے ایلومینیم۔ کرومیم اور انٹی منی (ANTIMONY) (۷) ناروے سے مولبڈنیم (MOLYBDENUM) نیز ایلومینیم تیار کرنے والے پن بجلی کے پلانٹ (۸) بیلجیم سے لوہا اور جست (۹) فرانس سے ایلومینیم اور لوہا نیز فولاد بنانے کے کارخانے۔ (۱۰) یونان سے مولبڈنیم (molybdenum) میگنیشیم اور کرومیم (۱۱) لگزم برگ (luxemberg) سے لوہا

یاد رکھنا چاہئیے کہ ستمبر ۱۹۴۱ء میں ہٹلر نے ڈنیپر (DNIEPER) کو عبور کر کے روس کے علاقہ یوکرین (Ukraine) پر جو قبضہ کرنا چاہا تھا تو اس کا مقصد بھی نیکوپول کی کانوں (NIKPOL MINES) کو خوب لوٹنا اور مینگنیز دھات حاصل کرنا تھا۔

ان اقدام کو بروئے کار لانے کے بعد جلد ہی جرمنی جنگی لحاظ سے تین اہم دھاتوں یعنی ایلومینیم میگنیشیم اور فولاد کو تیار کرنے میں ساری دنیا سے بازی لے گیا حتیٰ کہ ۱۹۴۰ء میں اس نے متحدہ اقوام سے دگنی میگنیشیم دھات تیار کی۔ لیکن اس میدان میں جلد ہی امریکہ اور برطانیہ نے بوجہ اعلیٰ فنی طریقے ایجاد کرنے کے جرمنی کو پیچھے کردیا۔

ایلومینیم دھات کی تیاری میں بھی جرمنی نے غیر معمولی ترقی اس حد تک کی کہ جہاں ۱۹۳۳ء میں جرمنی امریکہ سے قریباً نصف مقدار میں یہ دھات تیار کرتا تھا۔ وہاں ۱۹۴۰ء کے وسط میں فرانس پر قابض ہونے کے بعد اس سے ۵۰٪ زیادہ بنانے لگا۔

لوہے اور فولاد کی پیداوار میں بھی جرمنی میں خوب اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ ساری دنیا کی مجموعی پیداوار سے نصف مقدار میں یہ دھات بنانے لگ گیا۔ اگرچہ جرمنی میں لوہے کے مرکبات کی کوئی کمی نہیں۔ لیکن یہ مرکبات بہت ہی ادنیٰ قسم کے ہیں۔ پھر بھی جرمنی نے ہمت کر کے ایسے طریقے نکالے کہ جن سے یہ دھات بکثرت تیار ہونے لگی۔ علاوہ ازیں جرمنی نے لگزم برگ اور سویڈن پر قبضہ کر کے وہاں کے اعلیٰ قسم کے لوہے کے مرکبات مثلاً میگنا ٹائٹ اور ہیما ٹائٹ سے خوب فائدہ اٹھایا۔

اس جنگ میں دھاتوں کی سپلائی کے لحاظ سے جاپان کی پوزیشن بھی جرمنی سے مختلف نہ تھی۔ اس نے بھی ہٹلر والے طریق پر عمل کر کے قرب وجوار کے علاقوں پر پہلے قبضہ کیا۔ اور اس طرح سے اس کمی کا ازالہ کیا۔

اتحادیوں نے دشمن کی لڑنے کی صلاحیت کا اندازہ کرنے کے لئے اس کے پاس بعض دھاتوں کے ہونے یا نہ ہونے کو معیار ٹھہرایا۔ اور ان کو اہمیت کے لحاظ سے چار گروپوں میں تقسیم کر کے اس بات کا تجزیہ کیا۔

پہلا گروپ۔ پانچ بڑی دھاتیں (یعنی لوہا۔ ایلومینیم۔ پیتل۔ سیسہ۔ جست) جن میں سے ہر ایک جنگی نقطۂ نگاہ سے از حد اہمیت رکھتی ہے۔ ان تمام میں سے سوائے پیتل کے جرمنی کے پاس سب وافر ذخائر موجود تھے۔ تاہم پیتل کا بدل ایلومینیم دھات میں مل گیا تھا۔

دوسرا گروپ:۔ میگنیشیم۔ اس دھات کے ذخائر کی بھی دشمن کے پاس کوئی کمی نہ تھی۔

تیسرا گروپ:۔ ٹن۔ جرمنی کے پاس اس کی کمی تھی۔ تاہم بعد میں جاپان اس کمی کو کسی حد تک پورا کرنے لگا تھا۔

چوتھا گروپ۔ ایسی دھاتیں مثلاً (نِقل۔ کرومیم۔ ولفرم مولبڈینم) اور وینیڈیم جو لوہے کو غیر معمولی مضبوطی بخشتی ہیں ان میں سے ہر ایک جرمنی میں نایاب تھی۔ لیکن ایک سوچے سمجھے ہوئے منصوبے کے تحت۔ چونکہ جرمنی نے ان دھاتوں کے ذخیرے ۱۹۳۳ء سے ہی کرنے شروع کر دئیے تھے۔ اس لئے جنگ کے دوران اس پہلو کی مناسبت سے جرمنی کی حالت کوئی اتنی پرخطر ثابت نہ ہوئی۔

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں اب صرف تین چار ماہ کا عرصہ رہ گیا ہے۔ لیکن ابھی تک چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی سالانہ بجٹ کے مقابلہ میں محض پندرہ فیصدی ہے۔ اس وقت تک تو اس چندہ کی نصف رقم وصول ہوجانی چاہئیے تھی۔ کیونکہ یہ چندہ مئی سے لیکر دسمبر تک آٹھ مہینوں میں پورا وصول ہوجانا چاہئیے تھا تاجلسہ سالانہ کا خرچ اسی چندہ کی آمد سے ادا ہوجائے۔ کئی جماعتوں کی طرف سے نصف وصولی بھی ہوچکی ہے بلکہ بعض جماعتیں تو سال بھر کا بجٹ پورا کرچکی ہیں۔ دوسری تمام جماعتوں سے التماس ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی پوری توجہ اور محنت سے شروع کردیں۔ اب مزید التواء کی گنجائش نہیں۔ (ناظر بیت المال۔ ربوہ)

رحمۃ للعالمین

لیڈر (بقیہ صفحہ ۲)

نے میرے دل میں ایک چٹکی لی۔ اور میں نے ایک آہ بھری۔ پھر میں نے کہا یہ آواز تو اجرام فلکی کے لئے ایک رحمت ثابت ہوئی۔

فرشتوں کیلئے رحمت

پھر میری نظر اور بھی بلند ہوئی اور میں نے عالم خیال میں اوپر آسمانوں پر ایک مخلوق دیکھی جو نہایت خوبصورت اور نہایت پاکیزہ تھی۔ ان کے چہرے میں نے عالم کشف اور عالم رؤیا میں دیکھے ہوئے تھے۔ میں نے عالم خیال میں بھی ان کی ویسی ہی شکل دیکھی۔ وہ سفید لباس پہنے ہوئے کھڑے نظر آئے۔ لطیف اجسام کے جن کو صرف روحانی آنکھ ہی دیکھ سکتی تھی۔ پاکیزہ صورت اور پاکیزہ سیرت۔ محنتی اور کام کرنے والے۔ اپنے رب ان کو وقت کے آنے جانے کا کچھ علم ہی نہ ہوتا تھا۔ ان کا ہر لحظہ آقا کی خدمت کے لئے رہن تھا۔ وہ مشینیں تھیں جو قدرت کے اشارہ پر چلتی ہیں۔ مگر میں نے اپنی فکر کی آنکھ سے دیکھا کہ ان کے خوبصورت چہروں پر افسردگی کے آثار تھے۔ ان کی تازگی میں کبھی ایک جھلک پژمردگی کی تھی۔ میں نے اس کے سبب کی تلاش کی مگر آسمان پر کوئی بات مجھے نظر نہ آئی جو اس کا موجب ہوتی۔ ان کا آقا ان سے خوش تھا اور وہ اپنے آقا سے خوش۔ پھر ان کی افسردگی کا کیا باعث تھا؟ میں نے پھر زمین پر نظر کی اور ایک دل دہلانے والا نظارہ دیکھا۔ میں نے بلند عمارتیں دیکھیں جو ان فرشتوں کے نام پر بنائی گئی تھیں۔ میں نے ان میں ان کے مجسمے دیکھے جن کی لوگ پوجا کر رہے تھے۔ میں نے پجاری بھی کم حیثیت والے بڑے بڑے جبوں والے لوگ دیکھے جو نہایت سنجیدہ شکل بنائے ہوئے یہ ظاہر کر رہے ہوتے کہ گویا سب دنیا کا علم سمٹ کر ان کے دماغوں میں جمع ہو گیا ہے اپنے گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کو اس لہجہ میں کہ گویا وہ ایک بڑے راز کی بات انہیں بتا رہے ہیں ایسی بات کہ جسے دوسرے لوگ عمر بھر کی جستجو اور بیسیوں سال کی ریاضت کے بعد بھی حاصل نہیں کر سکتے یہ کہہ رہے تھے کہ فرشتے اصل میں خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اور جو کام خدا تعالیٰ سے کرانا ہو اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ان خدا کی بیٹیوں کو قابو کیا جائے اور وہ بزعم خود ایسی عبادتیں جن سے فرشتے قابو آتے ہیں لوگوں کو بتا رہے تھے۔ لوگوں کے چہرے خوشی سے جگمگا رہے تھے اور ان کے دل ان علم روحانی کا خزانہ لٹانے والوں پر قربان ہو رہے تھے۔

پھر میری ایک اور طرف نگہ پڑی۔ میں نے دیکھا۔ ویسے ہی جبوں والے کچھ اور لوگ اپنے معتقدین مریدوں کے جھرمٹ میں ایک کنوئیں کے پاس کھڑے ہوئے کچھ راز و نیاز کی باتیں کر رہے تھے۔ وہ انہیں بتا رہے تھے۔ جس طرح ایک گہرا راز بتایا جاتا ہے۔ کہ اس کنوئیں میں ہاروت ماروت دو فرشتے ایک فاحشہ سے عشق کرنے کے جرم میں قید کئے گئے تھے۔ کچھ جبہ پوش تو اصرار کر رہے تھے کہ وہ اب بھی اس جگہ قید میں۔ اور بعض تو یہاں تک کہتے تھے کہ ان کے کسی استاد نے ان کو الٹا لٹکے ہوئے دیکھا بھی ہے۔ جسے سن کر ان کے معتقدین مریدوں کے جسم پر جھرجھری آ جاتی تھی۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ انسانی گناہ نے فرشتوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ میں اسی حیرت میں تھا کہ میں نے پھر وہی آواز دلکش خوشخبری آواز محبت اور جلال کی ایک عجیب آمیزش کے ساتھ بلند ہوتی ہوئی سنی اس نے کہا کہ فرشتے خدا کے بندے ہیں نہ کہ بیٹیاں۔ اور وہ پوری طرح اس کے فرمانبردار ہیں۔ کبھی بھی اس کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے۔ لوگوں میں پھر بیداری پیدا ہوئی۔ بہت سے لوگ خواب غفلت سے چونکے اور اپنے پہلے عقائد پر شرمندہ اور نادم ہوئے۔ کئی اونچی عمارتیں جو خدا کی بیٹیوں کے نام سے کھڑی کی گئی تھیں گرا دی گئیں۔ اور ان کی جگہ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت گاہیں کھڑی کی گئیں۔ وہ کنوئیں جو فرشتوں کے گناہوں کی یادگار تھے اجاڑ ہو گئے۔ زائرین نے ان کی زیارت ترک کر دی۔ میں نے دیکھا فرشتے خوش تھے۔ گویا ان کے لباسوں پر گندے چھینٹے پڑ گئے تھے جسے دھونے والے نے دھو دیا۔ میرے دل سے پھر ایک آہ نکلی۔ اور میں نے کہا یہ آواز ان فرشتوں کے لئے ایک رحمت ثابت ہوئی ہے۔

چندر گھونا۔ ۶ر اکتوبر پنجاب کی ایک نئی مل کے منیجنگ ڈائریکٹر جنرل مسٹر محمد رفیع الدین نے بتایا ہے کہ چندر گھونا پیپر مل اس سال دس ہزار ٹن کاغذ غیر ملکوں کو برآمد کرے گا۔ اس مل کے قیام کو پانچ سال گزر چکے ہیں اور یہ پہلا موقعہ ہے کہ اس کا کاغذ برآمد کیا جا رہا ہے۔ مسٹر رفیع الدین نے یہ بات مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات کو بتائی جو مل کے معائنہ کے لئے کل ڈھاکہ سے چندر گھونا پہنچے تھے۔

پاکستان سے الحاق کی جدوجہد ہر قیمت پر جاری رکھی جائیگی

حضرت بل کیس میں ماخوذ پانچ ممتاز کشمیری رہنماؤں کا اعلان

نئی دہلی ۶ر اکتوبر پانچ ممتاز کشمیری رہنماؤں نے جنہیں حضرت بل کے مقدمے میں شامل کر لیا گیا ہے کہا ہے کہ ہم پر جتنے بھی مظالم ڈھائے جائیں ہم کشمیر کو پاکستان میں شامل کرنے کے لئے بدستور جدوجہد کرتے رہیں گے۔

ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کے نمائندہ خصوصی متعین نئی دہلی نے سری نگر کی اطلاعات کے حوالے سے خبر دی ہے کہ یہ لیڈر کشمیر پولیٹیکل کانفرنس کے عہدیدار ہیں۔ اور ان کے نام یہ ہیں۔ مسٹر غلام قادر رفارا، شیخ غلام محمد، خواجہ ہلال الدین، خواجہ محمد عبد اللہ اور مسٹر محمد سلطان غنی۔ انہوں نے کل سری نگر کی ایک عدالت میں بیان کیا کہ کشمیر کے حق خود ارادیت کے لئے جدوجہد کرنا کشمیری عوام کا پیدائشی حق ہے۔

انہوں نے کہا۔ حضرت بل کا مقدمہ محض ڈھونگ ہے اور مقدمہ چلانے سے بخشی حکومت کا مقصد اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ عوام کو جدوجہد آزادی سے باز رکھا جائے اور جو لوگ آزادانہ اور منصفانہ رائے شماری کی مہم کو کامیاب بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہیں شدید سزائیں دی جائیں تاکہ وہ آئندہ اس تحریک سے الگ ہو جائیں لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم پھر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم استصواب کی مہم کو کامیاب بنانے کا تہیہ کر چکے ہیں۔